Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان میں مذہبی انتہاپسندی کا ردِّعمل بھارت میں بہت خطرناک ہوگا

دُنیا بھر میں مسلمانوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سب سے زیادہ دُکھ احمدی کو ہوتا ہے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۲
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۰/۷۵ | سوموار یکم رجب ۱۴۱۰ھ، ۲۹، صلح ۱۳۶۹ ہش، ۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۵

ہندوستان کے مسلمانوں پر ظلم کے خلاف
سب سے شدید عالمی مہم
جماعت احمدیہ نے چلائی

مُسلمان کی تعریف اور جماعت احمدیہ کے خلاف آرڈی ننس میں واضح تضادات موجود ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۲، فتح ۱۳۶۸ ہش (۲۲، دسمبر ۱۹۸۹ء) بمقام بیت الفضل۔لندن

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

"پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو ظلم و تعدی کی تحریک بڑے زور و شور سے جاری ہے اس سے متعلق مختلف وقتوں میں مَیں جماعت کے سامنے حالات رکھتا رہتا ہوں۔ آج کے خطبے میں مَیں نے یہ موضوع چنا ہے کہ اس تحریک کا وہ پس منظر کیا ہے جو خالصتہً دینی حیثیت رکھتا ہے اور جس کا تعلق احمدیوں کو مسلمانوں کے اسلام کے دائرے سے خارج کرکے غیر مسلم بنانا ہے۔ غالباً اس سے پہلے مَیں نے بعض خطبوں میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے یا بعض ابتدائی خطبوں میں تفصیلی بحث بھی کی ہو گی۔ لیکن چونکہ ہماری نئی نسلیں اور نئے آنے والے احمدی زیادہ تر اس پس منظر سے بے خبر ہیں۔ اس لئے کبھی کبھی ان باتوں کو دہرانا اور یاد کرانا مفید ہو سکتا ہے۔

مسلمان کی تعریف کیا ہے؟:۔ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک دَور تو وہ تھا کہ جب محض فتووں پر بناء کی جاتی تھی اور کثرت کے ساتھ تمام ہندوستان کے علماء ہی نہیں بلکہ ارضِ حجاز کے علماء سے اور دیگر ملکوں کے علماء سے بھی فتوے لئے گئے اور شائع کئے گئے۔ جن کے ذریعے عوام الناس کو یقین دلانے کی کوشش کی گئی کہ احمدی قطعی طور پر دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں بھی زیادہ تر بناء انہیں فتاوی پر تھی لیکن جب ۱۹۵۴ء میں منیر انکوائری کمیشن ۱۹۵۳ء کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے مقرر کیا گیا تو پہلی بار اس کمیشن نے جو عدلیہ کے بہت ہی ممتاز اور غیر معمولی قابلیت رکھنے والے دو منصفین پر مشتمل تھا یعنی جسٹس محمد منیر اور جسٹس کیانی۔ تو انہوں نے پہلی بار اس سوال کو ایک اور نقطۂ نگاہ سے کھنگالا اور علماء کے سامنے معین طور پر یہ مسئلہ رکھا کہ جب تم کسی کو غیر مسلم قرار دیتے ہو تو تمہارے لئے لازم ہے کہ اس سے پہلے مسلمان کی تعریف کرو اور جب تک تم کسی چیز کی تعریف نہیں کرتے اور یہ ثابت نہیں کرتے کہ وہ تعریف اس شخص پر صادق نہیں آرہی جس کو تم اس تعریف سے باہر قرار دے رہے ہو، اس وقت تک تمہارا قانونی حق نہیں بنتا کہ کسی کے متعلق اپنی رائے کو ہی قانون بنا لو چنانچہ معین طور پر ۱۹۵۳ء کے فسادات کے متعلق عدالتی تحقیقات کے دوران جو ۱۹۵۴ء میں دراصل کی گئی، اس زمانے کے چوٹی کے نو علماء سے جسٹس منیر اور جسٹس کیانی نے اسلام کی تعریف سے متعلق معین سوالات کئے۔ یہ بہت ہی دلچسپ باب ہے اور

REPORT OF THE COURT OF INQUIRY CONSTITUTED UNDER PUNJAB ACT II OF 1954 TO ENQUIRE INTO THE PUNJAB DISTURBANCES OF 1953.

یہ ہے ٹائیٹل اس کتاب کا جو ۱۹۵۴ء میں گورنمنٹ پرنٹنگ پنجاب پریس سے شائع ہوئی۔ اس کے صفحات ۲۱۵ سے ۲۱۸ پر یہ دلچسپ بحث موجود ہے۔ اس کا خلاصہ میں نے تیار کیا ہے تاکہ آپ کے علم میں مسلمان کی تعریف کا وہ پس منظر لے کر آؤں جو اس زمانے تک بعض علماء کے نزدیک سمجھی جارہی تھی۔ سب سے پہلے وہ ذکر کرتے ہیں کہ مولانا ابو الحسنات محمد احمد قادری سے جب یہ سوال کیا گیا کہ مسلمان کی کیا تعریف ہے؟ تو انہوں نے ۶ نکاتی جواب دیا۔ خلاصہ اس کا یہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ توحیدؔ پر ایمان لاتا ہو۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتا ہو۔ قرآن کریم پر ایمان کہ یہ خدا کا کلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ رسول اللہؐ کے احکامات کو واجب التسلیم یقین کرتا ہو۔ اور قیامتؔ پر ایمان لاتا ہو۔

اس تعریف کی کوئی بنیاد انہوں نے بیان نہیں کی۔ قرآن اور سُنت کی رُو سے کس بات پر انہوں نے بناء رکھی ہے جس کی رُو سے یہ تعریف بنائی۔ اور اِس تعریف میں اور اُس تعریف میں جو بالعموم مسلمانوں میں رائج چلی آتی تھی یعنی تفصیلی تعریف۔ اس میں بعض بنیادی فرق ہیں۔ مثلاً قرآن کریم پر ایمان کا ذکر مگر دیگر کتبِ سماوی پر ایمان کا کوئی ذکر نہیں۔ ملائکہ پر ایمان کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی طرح آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان کا تو ذکر ہے مگر کل انبیاء کی رسالت پر ایمان کا کوئی ذکر نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک کے علماء کے نزدیک اسلام کی کوئی واضح تعریف تھی ہی نہیں اور جس شخص کے منہ میں جو بات آئی اس نے اس موقعہ پر کردی۔ دوسرے نمبر پر وہ مولانا احمد علی صاحب جمیعت علمائے اسلام کے نمائندے کا جواب درج کرتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: اگر کوئی قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ رسول اللہؐ کی حدیث پر ایمان لاتا ہے تو اسے مسلمان کہلانے کا حق ہے قطع نظر اس کے کہ وہ کسی اور چیز پر ایمان لاتا ہے یا نہیں لاتا۔ اس لئے باقی ارکان اسلام جو تھے ان کا صفایا انہوں نے کر دیا اور یہ کہنا کافی سمجھا، اگر صفایا نہیں کیا کہ چونکہ قرآن کریم پر ایمان لے آیا، ساری باتیں اس میں شامل ہوگئیں۔ اس لحاظ سے ایک جامع تعریف تو بنتی ہے لیکن قرآن کریم کی تمام تفاصیل پر ایمان لانے کی جب بحث اٹھ جائے تو ایک اتنا لمبا قضیہ شروع ہو جاتا ہے کہ اس کو مسلمان کی تعریف کہنا ہی غلط ہے کیونکہ جسٹس منیر نے جو ایسے سوالات کئے ان سوالات سے پہلے انہوں نے تعریف کی تعریف کرکے ان کو بتایا کہ تعریف اس کو کہتے ہیں جو کم سے کم الفاظ میں کسی چیز کی تصویر کافی صورت میں بیان کر دے تو کم سے کم الفاظ تو ہیں لیکن اس کے اندر یہ بات مضمر ہے کہ قرآن کریم کی تفصیلی بحثیں اٹھائی جائیں گی اور قرآن کریم کے کسی ادنیٰ سے حکم پر بھی اگر کوئی عمل نہیں کرتا۔ یا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی کسی حدیث پر عمل نہیں کرتا تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

تیسرا سوال مولوی مودودی صاحب ابوالاعلیٰ کہلانے والے مودودی صاحب سے کیا گیا اور ان کا جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ مدلل تھا۔ صحیح سند رکھتا تھا اور کافی و شافی سمجھا جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ انہوں نے پانچ ارکانِ اسلام ہی بیان کئے، اس سے زائد کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے فرمایا جو شخص توحید[1] پر ایمان لاتا ہو انبیاء[2] پر مجمل ایمان لاتا ہو۔ تمام[3] الٰہی کتب پر ایمان لاتا ہو۔ ملائکہ[4] پر ایمان لاتا ہو۔ یوم الآخر[5] پر ایمان لاتا ہو، وہ مسلمان ہے۔

چونکہ اس میں ختم نبوت کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور کوئی ایسی شق وہ زائد نہیں کر سکے کیونکہ قرآن و سنت اس کی اجازت نہیں دیتے تھے جس کی رُو سے وہ احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے سکتے۔ اس لئے تعجب سے عدالت نے ان سے یہ معین سوال کیا کہ کیا ان باتوں پر ایمان لانا مسلمان کہلانے کے لئے کافی ہے اور کسی اور چیز کی ضرورت نہیں اور وہ اسلامی سلطنت میں مسلمان کہلائے گا؟ تو جواب تھا: ہاں۔ پھر سوال ہوا کہ اگر کوئی ان پانچوں باتوں پر ایمان لاتا ہو تو کیا کسی کو حق ہے کہ اس کے ایمان کے وجود پر اعتراض کر سکے؟ تو جواب تھا کہ جو پانچ ضروریات میں نے بیان کی ہیں یہ بنیادی ہیں۔ اگر کوئی ان میں تبدیلی کرے تو وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل جائے گا۔

گویا اس سے پہلے علماء کے جواب میں جہاں جہاں ان پانچ باتوں سے انحراف کیا گیا ہے اور تعریف میں تبدیلی کی گئی ہے یا بعد میں آنے والے علماء نے ان پانچ باتوں کے علاوہ کچھ بیان کیں یا ان میں کوئی تبدیلی کی تو وہ بھی مولانا صاحب کی اس تعریف سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ لیکن جیسا کہ آخر پر ظاہر ہوگا، احمدی خارج نہیں ہوئے اور باقی سب علماء چونکہ اس تعریف سے انحراف کرتے رہے ہیں، وہ خارج ہو جاتے ہیں۔ یہ کہنا شاید درست نہ ہو کہ احمدی خارج نہیں ہوتے، باقی ہو جاتے ہیں کیونکہ جماعت احمدیہ نے جو بیان دیا ہے وہ کلمہ توحید اور کلمہ رسالت کا اقرار کرنا ہے اور اس کی تفصیل یہ بیان نہیں کی جو یہ پانچ نکات ہیں۔ اس لئے مولانا مودودی کی تعریف کی رُو سے سوائے ان کی ذات کے باقی سارے جماعت اسلامی والے بھی جو اس کے سوا کوئی تعریف کرتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

غازی سراج الدین صاحب نے بس اسی پر اکتفا کی کہ جو شخص لَا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اور رسول اللہ کی پیروی کرتا ہے تو وہ مسلمان ہے۔

عدالت نے علماء کے سامنے یہ سوال بار بار اٹھایا کہ پیروی کرنے کی شرط اگر ضروری ہے تو عملاً جو شخص احکامِ اسلام کے بعض حصوں پر عمل پیرا نہیں ہے۔ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ تو باقی سب علماء نے جن سے بھی یہ سوال کیا گیا، یہ فتویٰ دیا کہ وہ پھر بھی مسلمان رہتا ہے لیکن غازی سراج الدین کی تعریف سے یہ بات نکلتی ہے کہ کوئی شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا کسی معاملے میں، وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل جاتا ہے۔

مفتی محمد ادریس صاحب جامعہ اشرفیہ نے ایک لمبی تعریف کی اور ساتھ یہ بھی اقرار کیا کہ میرے لئے ان تمام امور کا ذکر "تقریباً" ناممکن ہے جو مسلمان بنانے کے لئے ضروری ہیں کیونکہ انہوں نے بنا رکھی ضروریاتِ دین پر کہ جو ضروریاتِ دین پر ایمان لاتا ہو وہ مسلمان ہے۔ جب عدالت نے یہ سوال کیا کہ ضروریاتِ دین ہیں کیا؟ تو اس موقعہ پر آکر انہوں نے اقرار کیا کہ یہ اتنی لمبی فہرست ہے کہ میرے لئے ناممکن ہے۔ لفظ استعمال کئے ہیں، "تقریباً" ناممکن ہے کہ میں ان تمام ضروریات کو بیان کر سکوں۔ گویا کہ جواب مبہم رہا۔

شیعہ عالم حافظ کفایت حسین صاحب نے جو ادارہ حقوق تحفظ شیعہ سے تعلق رکھتے تھے "تین باتیں بنیادی طور پر بیان کیں" توحید[1]، نبوت[2]، قیامت[3]" اس کے سوا کتب پر ایمان لانا، ملائکہ پر ایمان لانا، یہ انہوں نے ضروری نہیں سمجھا "ان کے علاوہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔" اور ضروریاتِ دین کی تفصیل بیان نہیں کی۔

مولانا عبد الحامد بدایونی صاحب کا جواب یہ تھا کہ جو ضروریاتِ دین پر ایمان لائے وہ مؤمن ہے اور جو مؤمن ہے وہ مسلمان بھی ہے۔

ان سے بھی عدالت نے معین سوال کیا کہ ضروریاتِ دین ہیں کیا؟ اس کا جواب یہ تھا کہ جو شخص پانچ ارکانِ اسلام پر ایمان لاتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہو وہ ضروریاتِ دین کو پورا کر دیتا ہے تو عملاً ان کی تعریف وہی بن گئی کہ جو پانچ ارکانِ اسلام ہیں۔ وہی دراصل کسی کو مسلمان بنانے کے لئے کافی ہیں۔ ان پر ایمان لانا مسلمان بنانے کے لئے کافی ہے۔ اس پر عدالت نے سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ اور بھی ایسے امور ہیں جو کسی کے مسلمان ہونے یا دائرہ اسلام سے باہر ہونے پر اثر انداز ہوتے ہیں؟ تو جواب تھا کہ ہاں اور بھی ہیں۔ سوال ہوا کہ کیا آپ ایسے شخص کو مسلمان نہیں کہیں گے جو ارکانِ خمسہ اور رسالت پر تو ایمان لاتا ہو لیکن چوری کرتا ہو، امانت میں خیانت کرتا ہو، ہمسایوں کی بیویوں پر گندی نظریں ڈالتا ہو اور حد سے بڑھی ہوئی احسان فراموشی کا مرتکب ہو؟ جواب تھا کہ چاہے وہ یہ ساری باتیں کرے، اگر وہ ارکانِ اسلام پر ایمان لاتا ہے تو مسلمان ہے۔

محمد علی کاندھلوی صاحب نے بیان دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں جو ضروریاتِ دین پر عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔

یہاں صرف ایمان کی بات نہیں اٹھائی بلکہ عمل کی بات اٹھائی۔ سوال ہوا کہ ضروریاتِ دین کیا ہیں؟ تو اس کا جواب تھا کہ ضروریاتِ دین وہ تقاضے ہیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہیں خواہ وہ عالمِ دین ہو یا نہ ہو۔ یعنی ضروریاتِ دینِ اسلام کا وہ ظاہر و باہر تصور ہے جو دنیا کے ہر مسلمان کو معلوم ہے خواہ وہ عالمِ دین ہو یا نہ ہو۔ جب سوال ہوا کہ وہ ضروریاتِ دین گنوائیے تو سہی۔ تو جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، میں تمام ضروریات کو بیان کرنے کا اہل نہیں ہوں۔

.... یہ وہ چوٹی کے علماء سمجھے جاتے تھے جو اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن یعنی جماعت کے خلاف تحریک کے سربراہ تھے۔

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک سیاسی مسلمان اور ایک حقیقی مسلمان۔ سیاسی مسلمان کی دس[10] شرطیں گنوائیں اور سیاسی مسلمان بننے کے لئے جو شرطیں ان کے نزدیک ضروری ہیں۔ وہ یہ ہیں: توحید[1]، ختم نبوت[2]، تقدیر[3] خیر و شر، ایمان[4] بالآخرۃ، قرآن[5] آخری کتاب، (دیگر کتب پر ایمان ضروری نہیں ہے) حج[6]، زکوٰۃ[7]، مسلمانوں[8] کی طرح نماز کی ادائیگی، تمام[9] ظاہری قوانین جو اسلامی معاشرہ پر لاگو ہوتے ہیں اُن سب پر عمل پیرا ہونا۔ (ملائکہ پر ایمان بیچ میں سے کھا گئے ہیں، اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی) اور روزہ[10]۔

فرماتے ہیں یہ دس باتیں کرنے کے باوجود وہ صرف سیاسی مسلمان بنے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان پر ایمان لانا ہی کافی ہے۔ ان پر عمل کرنا سیاسی مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ کے نزدیک سیاسی اور حقیقی مسلمان میں یہی فرق ہوگا کہ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان لائے اور عمل نہ کرے وہ سیاسی اور جو ایمان لائے اور عمل بھی کرے وہ حقیقی مسلمان ؟ تو جواب تھا: میرا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عمل ضروری ہے لیکن اگر کوئی ان باتوں پر عمل نہ بھی کرے تو وہ سیاسی مسلمان کی تعریف سے باہر نہیں نکلتا۔ پھر عدالت نے سوال کیا: اگر کوئی سیاسی مسلمان آپ کی ان دس باتوں سے اتفاق نہ کرے یعنی یہ کہے کہ آپ نے جو دس باتیں ضروری قرار دی ہیں، مجھے ان سے اتفاق نہیں ہے میں نہیں مانتا اس تعریف کو، تو کیا آپ اس کو بے دین کہیں گے؟ جواب تھا: نہیں میں اس کو بے عمل کہوں گا۔

یہ ہے خلاصہ۔ اور آخر پر وہ لکھتے ہیں دسویں نمبر پہ کہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جو تعریف تحریری طور پر موصول ہوئی ہے، وہ یہ ہے۔ جو رسول اللہؐ کی اُمت میں سے ہو اور کلمہ طیبہ پہ ایمان لاتا ہو۔ یہ مختصر تعریف جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی گئی۔

مسلمان کی ایک نئی تعریف:۔

اس تعریفی بحث کے بعد جو ۱۹۷۴ء تک کا عرصہ گذرا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس عرصے میں کوئی نیا دین نازل نہیں ہوا۔ قرآن کریم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کوئی ایسی احادیث منکشف نہیں ہوئیں جو پہلے ان علما کے علم میں نہیں تھیں۔ گذشتہ علماء کی کتب میں جو قرونِ وسطیٰ کے علماء ہیں، کوئی ایسا اضافہ نہیں ہوا جس کی بناء پہ ان کو نئی تعریفیں معلوم ہوگئی ہوں۔ غرض یہ کہ اسلام کی علمی دنیا خود ان کے نزدیک اُس وقت تک پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی تھی اور کوئی ایسی نئی رہنمائی ان کو حاصل نہیں ہوئی جس کی رُو سے یہ اپنی تعریفیں تبدیل کر سکتے لیکن چونکہ علم پہ بناء ممکن نہیں تھی۔ اس لئے سازش پہ بناء کی گئی اور یہ سارے فرقے جن میں سے بعض کی نمائندگی ان ۹ علماء نے کی اور بعض دوسرے فرقے بھی جن کی نمائندگی نہیں ہوئی، ان سب نے اس سازش پہ اتفاق کہ ہمیں صرف وہی تعریف منظور ہوگی جس کی رُو سے اور کوئی دائرہ اسلام سے خارج ہو یا نہ ہو، جماعت احمدیہ قطعی طور پہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتی ہے چنانچہ اس تعریف کا ذکر کرتے ہوئے ممتاز حسین شاہ صاحب ایڈووکیٹ، جنہوں نے ایک بہت ہی دلچسپ اور عالمانہ اور خیال انگیز کتاب حال ہی میں شائع کی ہے۔ اس کا عنوان ہے "آمریت کے سائے" یہ کتاب شاہین لائبک ہاؤس نے شائع کی۔ ۲۸۔ سیفی بلڈنگ نزد لائٹ ہاؤس سینما ایم۔ اے جناح روڈ کراچی اس کا پتہ ہے یعنی ملنے کا پتہ یا اشاعت کا پتہ۔

اس میں یہ بحث اٹھاتے ہیں اور "مسلمان کی تعریف اور آئین میں ترامیم" کے تحت لکھتے ہیں کہ "ضیاء الحق نے آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۶۰ میں ترمیم کر کے مسلم اور غیر مسلم کی تعریف اس طرح کی:۔

مسلم:۔ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت پر ایمان رکھتا ہو۔ آپ کو آخری نبی مانتا ہو اور آپ کے علاوہ کسی بھی شخص کو نبی یا مصلح تسلیم نہ کرتا ہو۔ وہ مسلم ہے۔

غیر مسلم:۔ کی تعریف یہ کی، جو شخص مسلم نہ ہو یا جس کا تعلق عیسائی یا ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقوں سے ہو۔ وہ غیر مسلم ہے"۔ (آمریت کے سائے صـ ۲۷۳)

اس پر یہ لکھتے ہیں:۔

"یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ قادیانی جماعت کو غیر مسلم بنانا خاصا مشکل کام تھا اس لئے کہ مسلمان کی تعریف تو صرف یہ تھی کہ جو شخص توحید و رسالت پر ایمان لے آئے وہ مسلمان ہے یعنی جو شخص بھی کلمۂ طیبہ پڑھ لے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اپنی زبان سے ادا کرے وہ مسلمان ہوجاتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے جن باتوں پر ایمان لانا ضروری تھا ان میں توحید، رسالت، فرشتوں، آسمانی کتابوں، خیر و شر کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہونا اور حیات بعد الموت شامل ہیں۔ قادیانی جماعت ان جملہ باتوں پر ایمان رکھتی ہے۔" "آمریت کے سائے: ۲۷۳-۲۷۴"

اس لئے کوئی آسان کام نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ کو اس تعریف کی رُو سے باہر نکالا جاسکے۔ پس ضیاء الحق صاحب نے یا اس سے پہلے ۱۹۷۴ء میں علماء نے مل کر جو سازش تیار کی، وہ یہ تھی کہ ایسی تعریف کریں جس میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو اور پانچ ارکانِ اسلام کو مسلمان بنانے کے لئے کافی نہ سمجھا جائے اور ایک ایسی زائد شرط لگا دی جائے جس کی رُو سے احمدی جماعت باہر نکل جائے باقی دوسرے فرقے بیچ میں رہیں یا نہ رہیں۔ اس سے قطع نظر۔ لیکن اس تعریف پر مزید گفتگو سے پہلے میں ایک اور دلچسپ بات آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ اس بحث کے آخر پر یہی مصنف لکھتے ہیں کہ ـــــ "مسلمان کی تعریف" کے ہی سلسلہ میں جناب ارشاد احمد حقانی صاحب

ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کالم روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲ فروری ۱۹۸۹ء میں تحریر کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی نے علماء سے مسلمان کی تعریف دریافت کی تو علماء نے آپس مشورہ کے بعد کہا تھا کہ "ہمیں اس کے لئے کچھ مہلت دیجئے (تا کہ وہ تعریف بنا سکیں) تو جسٹس موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ "آپ کو ڈیڑھ ہزار سال کی مہلت مل چکی ہے۔ اس سے زیادہ مہلت دینا اس عدالت کے اختیار میں نہیں۔" (آمریت کے سائے۔ صـ ۲۷۵)

تو جس قوم کو ڈیڑھ ہزار سال میں اپنی ماھیت کی تعریف نہ معلوم ہوئی ہو، اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال یا چودہ سو سال کے انتظار کے بعد ایک نئی تعریف ایجاد کرے، جو سابقہ تمام تعریفوں کو ناکافی اور نااہل قرار دے دے۔ یہ ہے بنیادی بحث جس کی طرف اس دلچسپ تبصرے میں اشارہ کیا گیا ہے اور جسٹس کیانی کو آپ میں سے بہت سے جانتے ہوں گے کہ بڑے ہی ذہین اور فطین انسان تھے۔ اور بہت دلچسپ تبصرے کیا کرتے تھے۔ ان کے تبصروں میں یہ تبصرہ ایک شاہکار ہے کہ مولانا پندرہ سو سال آپ کو ملے ہیں، ڈیڑھ ہزار سال، اور اب مزید مہلت دینا عدالت ہذا کے اختیار میں نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس چودہ سو سال یا پندرہ سو سال۔ (پندرہ سو سال تو عموماً انہوں نے ایک راؤنڈ فگر کے طور پہ بیان کئے) عملاً چودہ سو سال سے کچھ عرصہ کم گذرا تھا۔ اس عرصے میں جو تعریف پہ اکٹھے نہ ہو سکے اور اس وقت تک اتنا اختلاف رہا کہ جسٹس منیر یہ لکھنے پر مجبور ہوگئے انہیں تعریفوں کے ذکر کے بعد کہ اب صورتِ حال یہ واضح ہوتی ہے کہ اگر ہم ان ۹ علماء کی تعریف سے اتفاق نہ کریں اور اپنی ایک الگ تعریف بنالیں تو ان سب کے نزدیک متفقہ طور پہ ہم دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور ان میں سے کسی ایک کی تعریف سے بھی اگر اتفاق کریں، کسی ایک کی تعریف سے بھی، تو تمام دوسرے علماء کے نزدیک ہم دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ یہ وہ آخری شکل تھی ۱۹۷۴ء تک وسیع اسلامی تاریخ پر پھیلے ہوئے ان سارے موضوعات کی بحثوں کا جو خلاصہ علماء نے بیان کیا وہ آپ کے سامنے جسٹس منیر نے ان کے جوابات کی صورت میں رکھ دیا اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے متفق نہیں تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس ۱۹۵۳ء کے بعد سے لے کر ۱۹۷۴ء تک وہ کون سی نئی شریعت ان پہ نازل ہوئی ہے جس کی رُو سے انہوں نے ایک متفقہ تعریف بنالی۔ بہر حال جو تعریف بھی بنائی گئی، اس میں پھر اس مصنف کے نزدیک ضیاء الحق صاحب نے ترمیم کی اور ترمیم شدہ صورت تعریف کی یہ نکلی کہ "جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پہ ایمان رکھتا ہو۔ آپ کو آخری نبی مانتا ہو اور آپ کے علاوہ کسی بھی شخص کو نبی یا مصلح تسلیم نہ کرتا ہو، وہ مسلم ہے۔" اس تعریف کی رو سے تمام وہ مسلمان جو اس سے پہلے قرونِ اولیٰ سے اب تک گذرے ہیں، وہ سارے غیر مسلم بن جاتے ہیں کیونکہ اسلام کی تعریف جو قرآن نے کی ہے اس کی رُو سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح ملائکہ کا ذکر نہیں۔ یوم آخر کا ذکر نہیں دیگر کتب پر ایمان لانے کا ذکر نہیں تو وہ سب جو ان باتوں پر ایمان لایا کرتے تھے۔ اس تعریف کی رُو سے وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل جاتے ہیں تو یہ کوئی آسان بات نہیں تھی۔ بہر حال ایک سازش ہوئی اور اس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے مل کر یہ تعریف کی کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ کا انکار کرے وہی مسلم ہوگا اور محض کلمہ توحید کا اقرار اور کلمہ رسالت کا اقرار جسے ہم کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادۃ کہتے ہیں، وہ کافی نہیں ہے۔ پس تعریف میں دو جزء شامل ہوئے۔ ایک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار، جو دراصل جامع ہے۔ ان تمام باتوں پر جو اسلام کی تفصیلات میں آتی ہیں یعنی اس میں اگرچہ ملائکہ کا ذکر نہیں اور کتب کا ذکر نہیں، دوسری چیزوں کا ذکر نہیں لیکن کلمہ اپنی ذات میں جامع مانع ہے کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صداقت کی شہادت دینا ان تمام امور پہ جامع ہوتا ہے جن پر ایمان لانا آپ نے ضروری قرار دیا۔ اس پہلو سے تو ضیاء الحق کی تعریف ہو یا کسی اور کی، قابلِ اعتراض نہیں بنتی لیکن جب اس تعریف کو کافی نہ سمجھا جائے اور مزید اضافے کئے جائیں تو پھر جن اہم امور کو چھوڑ دیا جاتا ہے وہ قابل اعتراض بن جاتے ہیں۔ یہ بنیادی نکتہ ہے جس کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آرڈیننس اور اسلام کی تعریف کا ٹکراؤ

ہمارے نزدیک کلمۂ توحید سارے اسلام پر حاوی ہے۔

کلمۂ توحید اور کلمۂ رسالت یعنی جن کو ملا کر کلمۂ شہادت کہتے ہیں جن لوگوں نے اس کو کافی نہ سمجھا اور اس لئے کافی نہ سمجھا کہ احمدی بھی یہ پڑھتے ہیں انہوں نے اضافوں کی کوشش کی۔ جب اضافوں کی کوشش کی تو تمام ضروریات بیان نہ کیں بلکہ بعض ضروریات بیان کر دیں اور تعریف کو نامکمل اور ناکافی بنا کر دکھا دیا۔ اس تعریف کی رُو سے آپ یاد رکھئے دو شقیں بنتی ہیں کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور حضرت (بانی سلسلہ) کا انکار اب اس کے نتیجے میں پاکستان میں آرڈیننس میں جماعت احمدیہ کے جو حقوق غصب کئے گئے، ان توانین کا اس تعریف سے ایک بنیادی اندرونی ٹکراؤ ہے جس کو میں روشنی میں لانا چاہتا ہوں۔ پاکستان میں احمدیوں پر سب سے زیادہ مظالم کلمۂ شہادۃ کے اقرار پر اور اس کے حق میں گواہی دینے پر ہوئے ہیں اور علماء نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ چونکہ احمدی ہمارے نزدیک مسلمان نہیں، اس لئے ان کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا حق نہیں ہے اور چونکہ ضیاء کا یہ آرڈیننس وضاحت کے ساتھ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے اور غیر مسلم کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی پہلو سے بھی مسلمانوں کی مشابہت اختیار کرے، قول سے یا فعل سے اس لئے چونکہ کلمہ طیبہ مسلمانوں کی بنیادی پہچان ہے، اس لئے جب احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا تو جب وہ کلمہ پڑھتے ہیں تو عملاً مسلمانوں کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اوپر آرڈیننس کی رُو سے وہ سزائیں واجب ہو جاتی ہیں جن کا آرڈیننس میں ذکر کیا گیا ہے یہ ہے ان کا استدلال۔ لیکن یہ استدلال فی ذاتہٖ محض بودا اور نکما استدلال ہے۔ اس میں اس کی غلطیوں کے بہت سے پہلو ہیں جو بعض سابقہ خطبوں میں میں آپ کے سامنے رکھتا رہا ہوں لیکن آج تعریف کے نقطۂ نگاہ سے ایک بات کھولنی چاہتا ہوں۔

تعریف کے ایسے اجزاء بھی ہوا کرتے ہیں جو عام ہوں اور ایسے اجزاء بھی ہوتے ہیں جو تخصیص پیدا کرتے ہیں اور امتیاز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً آپ جب کہتے ہیں کہ انسان کی تعریف یہ ہے کہ وہ حیوان ناطق ہو یعنی اس کا حیوان ہونا تو ضروری ہے لیکن اس کا حیوان ہونا کافی نہیں ہے اگر حیوان ہونا انسان کی تعریف کے لئے کافی ہو تو ناطق کی شرط بے معنی اور بے ضرورت ہو جاتی ہے۔ اور جیسا کہ جسٹس منیر نے بڑی قابلیت سے شروع میں علماء کو سمجھایا تھا کہ پہلے تعریف کی تعریف سمجھ لو۔ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ واضح اور قطعی بات کرنا جس کا اطلاق اس نوع پر ہو جائے جس نوع کی تعریف کی جا رہی ہے اور اس نوع کے علاوہ کسی اور پر اس کا اطلاق نہ ہوتا ہو۔ یہ ہے دراصل تعریف کی تعریف۔ اس کو اپنے لفظوں میں جسٹس منیر نے علماء کے سامنے رکھا۔ اب اس تعریف کی رُو سے جب یہ کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ضروری ہے لیکن اسے کافی نہیں سمجھا گیا تو تعریف کا یہ حصہ عام ہو گیا۔ جس طرح حیوانِ ناطق میں حیوان کا لفظ عام ہے لیکن کافی نہیں ہے ناطق وہ لفظ ہے جس نے امتیاز پیدا کیا ہے اور ناطق کے بغیر تعریف مکمل نہیں بنتی۔ پس جب بھی علماء نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اوپر اس بات کا اضافہ کیا کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا انکار کرے تو یہ تسلیم کر لیا کہ یہ تعریف عام ہے اور محض اس سے کسی کا اسلام ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ مزید اضافہ کیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار کرے تب وہ تعریف مکمل ہو گی۔ اب اس کی رُو سے ہم واپس لوٹ کر اس مثال کو پھر دیکھتے ہیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے یعنی حیوانِ ناطق۔ اگر کوئی یہ قانون بنے کہ انسان کے سوا کسی اور جاندار کو ایسی حرکتیں کرنے کا حق نہیں جو اس کو انسان سے مشابہ قرار دیتی ہوں تو ہر حیوان جو انسان کے ساتھ بہت سی قدرِ مشترک رکھتا ہے اور انسان کی تعریف میں سے تعریف کا بھاری حصہ ہر دوسرے حیوان پر بھی صادق آتا ہے، اس کو ایسی حرکتوں سے روکا نہیں جا سکتا جو انسان کے ساتھ مشترک ہیں۔ کیونکہ تفریق کرنے والی علامت ناطق ہے۔ پھر اگر ایسا قانون بنایا جائے کہ جو شخص انسان کے مشابہ حرکات کرے: اس میں ہر حیوان کو یہ حق مل جائے گا کہ وہ حیوانیت کی قدرِ مشترک میں بے شک جتنا چاہے انسان بنے لیکن نطق اختیار نہ کرے۔ اگر اس کی سزا میں پھانسی ملتی ہو تو صرف طوطے ذبح کئے جائیں گے یا پھانسی پر چڑھائے جائیں گے۔ ان کے متعلق الزام لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ناطق کی نقل کی اور اس نطق کی سزا میں ان کے اوپر یہ سزا لاگو ہونی چاہیئے۔ بعینہٖ یہی صورتِ حال ان کی اسلام کی نئی تعریف پر صادق آ رہی ہے جب انہوں نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنی ذات میں کافی نہیں ہے۔ اس لئے کہا کہ یہ جانتے تھے اور آج بھی جانتے ہیں کہ تمام احمدی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور کلمۂ شہادۃ ان کے دین کا بنیادی جزء ہے۔ ان کو خارج کرنے کے لئے جب انہوں نے اس کو تعریف کا عام حصہ قرار دے دیا اور اس پر امتیازی یہ شرط لگا دی کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا انکار بھی کرے تو اس عمومیت کو اسلام کی نمائندگی قرار دینے کا ان کو حق ہی باقی نہیں رہتا۔ وہی حیوانیت والی بات ہے۔ محض حیوان بننا کسی جانور کو ہرگز اس بات کا سزاوار نہیں ٹھہراتا کہ وہ گویا انسان بن رہا ہے۔ جب تک تعریف کا دوسرا حصہ یعنی ناطق اس پر اطلاق نہ کرے یا وہ ناطق پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے، اس وقت تک کسی حیوان پر یہ الزام نہیں آ سکتا۔ پس اگر کلمہ طیبہ کافی ہے تو پھر احمدی ویسے ہی مسلمان بن جاتا ہے اور اس کو باہر نہیں نکال سکتے۔ جب ناکافی سمجھتے ہیں تو فی ذاتہٖ کلمہ طیبہ اسلام کی علامت نہیں رہتا جب تک دوسری شرط کے ساتھ اس کو گانٹھا نہ جائے۔ پس اب قانونی شکل یہ بنتی ہے کہ جو بھی احمدی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں، ان کے اوپر قانون ہرگز یہ حکم نہیں لگا سکتا کہ تم نے مسلمان بننے کی کوشش کی ہے کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمان کی تعریف بتاؤ۔ کس طرح مسلمان بننے کی کوشش کی ہے؟ وہ جب تعریف کریں گے تو کہیں گے اس طرح لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانا اور مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کرنا مسلمان بناتا ہے تو ایک احمدی جواب دے گا کہ میں نے تو ہرگز لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار نہیں کیا۔ اس لئے تمہاری تعریف مجھ پر صادق ہی نہیں آتی اور میں تمہاری تعریف میں مخل نہیں ہوا۔ تمہاری تعریف کی رُو سے مجھ پر مسلمان بننے کا جرم اس وقت تک عائد نہیں ہو سکتا یا الزام عائد نہیں ہو سکتا جب تک میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار نہ کروں۔ پس جب تک میں وہ مسلمان نہ بنوں جو تمہاری تعریف کی رُو سے مسلمان کہلاتا ہے اس وقت تک تمہارا کوئی قانون مجھے سزا نہیں دے سکتا۔ یہ ہے آخری اور بنیادی بات جس کے بعد اب، جیسے کہا جاتا ہے کہ بال (BALL) ان کی کورٹ میں، دوسرے کی کورٹ میں چلا گیا۔ اب ان کا فرض ہے کہ ہمیں ثابت کر کے دکھائیں کہ کس طرح اس احمدی پر مسلمان کی تعریف ثابت آ جاتی ہے جو صرف لا الٰہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کہے اور یہ کہنے کے جرم میں یہ حکم اس پر لگ جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنے آپ کو مسلمان بتایا، مسلمان ظاہر کیا۔ پس جب تک احمدی حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور آپ کی صداقت کا اقرار کرتا چلا جاتا ہے، ان کے بنائے ہوئے توانین کی زد سے باہر رہتا ہے اور جب وہ انکار کر دیتا ہے تو ان میں شامل ہو جاتا ہے سزا پھر بھی اس کو نہیں مل سکتی۔

انسانی قوانین بے معنی اور ناکارہ ہیں

دیکھیں! انسانی بنائے ہوئے یہ قوانین کتنے بے معنی اور ناکارہ اور بے حقیقت ہوا کرتے ہیں، سازشوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ محض دشمنیوں اور بغضوں کے اظہار کا ذریعہ بنتے ہیں اور کوئی نہ کوئی نفسانی ایسے محرکات ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں اکثر انسانی قوانین بنتے ہیں اس لئے وہ کھوکھلے ہوتے ہیں۔ بودے ہوتے ہیں۔ بے معنی ہوتے ہیں۔ قانون وہی ہے جو خدا بنائے۔ اب انسانی قوانین کی حقیقت کسی نے دیکھنی ہو یا دیکھنا ہو کہ کیسے بے حقیقت قوانین ہوا کرتے ہیں تو پاکستان میں جو کچھ گزرا ہے وہ اس کی بہترین مثال پیش کرتا ہے۔ ساری قوم نے مل کر ایک بنیادی دستور بنایا۔ جیسے سنہ ۱۹۷۳ء کا دستور کہا جاتا ہے، متفقہ طور پر۔ اس دستور میں ایک قانون یہ تھا کہ جو شخص بھی اس دستور پر حملہ کرے گا اور کسی طرح بھی اس دستور کی خلاف ورزی کرے گا وہ پھانسی کا سزاوار ہے اور سب سے بڑی بغاوت جو ملک کے خلاف کی جا سکتی ہے، اس کا وہ سزاوار ٹھہرے گا۔ یہ تھا وہ دستور اور اس دستور کی حفاظت کے لئے یہ شق رکھی گئی تھی۔ ایک شخص اٹھتا ہے وہ سارے دستور پر تبر رکھ دیتا ہے اور جس دستور کی رُو سے وہ گردن زدنی ہے اسی دستور کو منسوخ کر دیتا ہے اور قوم بالکل بے اختیار ہو جاتی ہے اور ساری عدلیہ ملک کی، ساری عدلیہ تو نہیں مگر انصاف پرست جو منصفین تھے وہ تو احتجاج میں الگ ہو گئے تھے لیکن بعد میں جو عدلیہ پیدا ہوئی، آج تک رہی وہ ساری عدلیہ بالکل بے بس اور نہتی ہو گئی اور ایسے ظالم شخص کے متعلق کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکی جس نے وہ قانون منسوخ کیا جس نے اس کی جان منسوخ کی تھی اور جس نے اپنے قتل کے خلاف قانون منسوخ کر دیا، اس کے مقابل پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل بے اختیار ہو کر بیٹھ گئی۔ اس شخص نے آٹھویں ترمیم کے نام پر، اکیلے نے ایک آرڈیننس بنایا اور جبراً اس وقت کے ملکی نمائندگان پر وہ قانون بعد میں ٹھونس دیا اور ساری قوم مل کر اب اس ایک آدمی کے بنائے ہوئے قانون کو منسوخ نہیں کر سکی۔ یہ تو انسانی قوانین کا حال ہوا کرتا ہے۔ قانون وہی ہے جو خدا بنائے اور خدا کے بنائے ہوئے قانون کے سوا اور کوئی قانون دنیا میں درحقیقت پیروی کے لائق نہیں ہے۔ اسی حد تک ہم اس کی پیروی کرتے ہیں جس حد تک خدا کا قانون ہمیں مجبور کرتا ہے اور خدا کے قانون میں ایسی شقیں بھی ہیں جس کی رُو سے بہت سے حالات میں ہمیں دنیا کے قوانین کو بھی ماننا پڑتا ہے۔ خواہ وہ معقول ہوں یا غیر معقول ہوں۔ ہاں جہاں وہ خدا کے قانون سے ٹکرا جائیں وہاں ہم پہ فرض نہیں رہتا کہ اس پہ عمل کریں اور جہاں وہ واجبات سے ٹکرا جائیں وہاں ہمیں اجازت نہیں ہے کہ ہم ان قوانین کی پیروی کریں۔ پس یہ ہے خلاصہ اس ساری صورتِ حال کا جتنا بھی انہوں نے زور لگایا۔ جیسے جیسے بھی قوانین بنائے اور احمدیوں پہ تبر رکھنے کی کوشش کی۔ یہ ناکام ہو چکے ہیں کلیتہً۔ اور ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھے، اس کے متعلق یہ الزام لگ ہی نہیں سکتا کہ تم مسلمان بن رہے ہو جب تک اگلی شق پوری نہ کرے۔ جب اگلی شق پوری کرتا ہے تو اُن کے قانون کی زد سے ویسے ہی نکل جاتا ہے۔ اس لئے بالکل حقیر اور بے معنی قانون ہے۔

شریعت کے نام پر حکومت کی خواہش

آخر پر میں اس بارے میں ایک معاملے میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان میں گزشتہ ۲۰۔۲۵ سال میں یا زیادہ عرصہ ہو۔ ۵۳ء میں تو خاص طور پہ یہ بات نمایاں ہوئی ہے تو اب تو تیس اور پانچ، ۳۵ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ ۵۲ء سے شروع ہو کر یا ۵۲ء سے شروع ہو کر کہنا چاہیئے جب وہ تحریک نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے جس کے ذریعے جماعت احمدیہ کو طرح طرح کے الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور بالآخر کوشش کی گئی کہ جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج کر دیا جائے اس تحریک سے لے کر اب تک مسلسل جو کوشش کی جا رہی ہے، اس کے نتیجے میں ایک بات زیادہ واضح اور نمایاں ہوتی چلی جا رہی ہے کہ متشدد علماء، باوجود اس کے کہ ایک دوسرے سے شدید نفرت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے بنیادی باتوں میں اختلاف کرتے ہیں، اس بات میں ایکا کر چکے ہیں کہ ہم شریعت کے نام پر اس ملک میں حکومت کریں اور ہر ایک کی یہی خواہش ہے۔ ہر ایک نے یہ زور لگانے کی کوشش کی ہے۔ ہر ایک آج بھی زور لگا رہا ہے کہ شریعت کے نام پر میں اس ملک پر حاکم ہو جاؤں۔ اب تک ایسا نہیں ہو سکا تو اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ آپس میں ان کے اختلافات ہیں جو طے نہیں ہوتے اور ہر ایک ان میں سے چاہتا تو یہی ہے کہ شریعت کے نام پر میں نافذ ہو جاؤں لیکن ساتھ ہی یہ پسند نہیں کرتا کہ شریعت کے نام پر میرا کوئی رقیب اس ملک پر نافذ ہو جائے۔ نافذ کی بجائے کہنا چاہیئے، "مسلط ہو جائے"۔ پس یہی جھگڑا چل رہا ہے جس طرح غالب نے کہا تھا کہ ؎

رات کے وقت مے پیئے ساتھ رقیب کو لئے
آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں

رات کا وقت ہو۔ مے پیئے ہوئے میرا دوست آ رہا ہو۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اس طرح آئے لیکن رقیب کو ساتھ لے کر آئے، یہ نہیں مجھے پسند۔ یہ نہ ہو۔

اب یہ جب شریعت لاتے ہیں تو رقیب بھی ساتھ آ جاتے ہیں اور اپنے...... رقیبوں کو یہ دیکھ نہیں سکتے۔ اب تک تو یہی روک رہی ہے لیکن اب بالعموم سنی علماء نے معلوم ہوتا ہے کہ اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ سُنی شریعت، جس کو وہ شریعت سمجھتے ہیں، اس کو ملک میں ضرور نافذ کر دیا جائے پھر بعد میں ہم آپس میں لڑتے رہیں گے کہ کون سنی مولوی اس شریعت کی رُو سے مطلق العنان حاکم بنتا ہے یا کون نہیں بنتا۔ یہ سازش یہاں تک پہنچ گئی ہے۔

بھارت میں ردّ عمل

لیکن جو حصہ نہایت ہی خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ اس سازش کا ایک منفی اثر ساتھ کے وسیع ملک ہندوستان پر بھی پڑا اور جس طرح ایک مثبت پول یعنی POSITIVE POLE بجلی کا بنتا ہے، اس کے مقابل پر لازماً ایک نیگیٹو پول بھی بن جایا کرتا ہے۔ ایک مرکز اگر مثبت بنتا ہے تو خالی مثبت مرکز کوئی چیز نہیں۔ لازماً اس کے اثر میں اس کے عکس، اس کے پرتو کے طور پر ایک منفی نقطہ ضرور ظاہر ہوتا ہے جس کو ہم نیگیٹو پول کہتے ہیں سائنسی اصطلاح میں۔ تو ان باتوں کا اثر غیر مسلم دنیا پر لازماً پڑنا تھا اور سب سے زیادہ اثر طبعاً ہندوستان پر پڑنا تھا جو کہ بڑی مدت سے پاکستان کا رقیب چلا آ رہا ہے چنانچہ ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے جہاں انہوں نے نفاذِ شریعت کے نام پر دراصل اپنی حکومت مسلط کرنے کی کوششیں کی ہیں، ہندو انتہا پسندوں کو بھی ایک نکتہ ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے سوچا کہ اگر شریعت کے نفاذ کے ذریعے، ہم لوگ جن کو سیاست میں پوچھتا کوئی نہیں اور ووٹوں کے وقت کوئی گھاس بھی نہیں ڈالتا، پاکستان میں مذہبی متشدد اور انتہا پسند سیاست میں اوپر آ سکتے ہیں تو ہم کیوں نہ آ کر دیکھیں چنانچہ ہندوؤں کا وہ انتہا پسند ٹولہ جس کی پہلے سے کبھی ہندوستان کی سیاست میں کوئی حیثیت نہیں رہی، اس ردِ عمل کے طور پر اس طرح اُبھرا ہے کہ انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ منافرت کے ہتھیار اُٹھا کر ہندو شریعت کے نفاذ کی مہم چلائی اور جس طرح جاہل عوام خواہ وہ کسی بھی ملک سے تعلق رکھتے ہوں، ان باتوں کے فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہوا کرتے بلکہ ان کی نفرتوں کے مزاج سے جو شخص بھی کھیلنے لگ جائے، نفرتوں کے رجحان سے کھیلنے لگ جائے وہ تقویت پکڑ جاتا ہے تو ہندوستان میں بھی نفرت کی یہی ہولی کھیلی جانے لگی ہے اور یہ ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار ہے کہ اتنی بھاری تعداد میں ہندو انتہا پرست طبقہ سیاست کے افق پر ابھرا ہو چنانچہ پانچ سو کچھ کی اسمبلی میں ۸۲ انتہا پسند منتخب ہوئے ہیں اور یہ ابھی آغاز ہے تو اگر خدانخواستہ وہاں یہ رجحان بڑھنا شروع ہو جائے جیسا کہ بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور وہی حرکتیں جو پاکستان میں کی جا رہی ہیں وہاں اور شدت سے اختیار کی جانے لگیں جیسا کہ بابری مسجد کا واقعہ ہے تو ہمارے لئے تو یہ انتہائی تکلیف کا موجب ہو گا کیونکہ درحقیقت مسلمانوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سب سے زیادہ دُکھ احمدی کو پہنچتا ہے۔ اگر اس کو دکھ نہیں پہنچتا تو وہ سچا احمدی نہیں ہے میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا ایک ایسے احمدی کا جس کو دنیا میں کہیں بھی مسلمان کے دکھ سے راحت پہنچتی ہو۔ مجھے یاد ہے جب ہندوستان میں مسلمانوں پر مظالم کئے جا رہے تھے تقسیم کے وقت تو سب سے زیادہ شدت کے ساتھ ان مظالم کے خلاف جو عالمی مہم چلائی ہے وہ حضرت (فضلِ عمر) نے چلائی ہے اور تمام مربی جو دنیا میں کہیں بھی تھے یا اگر کہیں (مربی) نہیں تھے اور احمدی بستے تھے تو ان سب کو حضرت (فضلِ عمر) نے ہدایات جاری فرمائیں اور اس کثرت سے ہندوستان کی حکومت پر دباؤ ڈالے گئے اور مسلمانوں پر مظالم کی داستانیں شائع کروائی گئیں اور تمام دنیا کے بسنے والوں کو اس سے مطلع کیا گیا کہ اس کے مقابل پر ہزارواں حصہ بھی پاکستان کی حکومت نے نہیں کیا۔ اس لئے میں آپ کو یہ تاریخ یاد دلا رہا ہوں اور خصوصیت سے اس سارے پس منظر میں آپ کو یہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان ظلموں کے نتیجے میں جو آپ پر ہوتے رہے آپ اپنے دل کو ٹیڑھا نہ ہونے دیں۔ اپنے دل کو غلط طور پر انتقام پرست نہ بنائیں۔ اپنی اخلاقی قدروں کی حفاظت کریں۔ اُمتِ مسلمہ سے جو سچی محبت احمدی کو ہونی چاہیئے، اس سچی محبت پر آنچ نہ آنے دیں۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے اس شعر کو ہمیشہ مطمح نظر بنائے رکھیں اور حرزِ جان بنائے رکھیں ؎

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار ۔ کآخر کنند دعویٔ حبِ پیمبرم

کہ اے میرے دل تو ہمیشہ اس بات کو نگاہ میں رکھنا کہ آخر یہ لوگ جو تیرے دشمن ہیں وہ تیرے آقا، تیرے محبوب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کے دعویدار ہیں۔

پس دنیا کے کونے کونے میں جہاں بھی مسلمان بستا ہے خواہ وہ آپ سے دشمنی میں انتہا بھی کر رہا ہو اگر وہ آپ کے محبوب حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کا دعوے دار ہے تو یہی بات اس کے لئے کافی ہے کہ آپ اس کے لئے دعائیں کریں اور اس کے دُکھ میں شریک ہو جائیں اس کی خوشی سے خوش ہوں۔ اس کے غم سے مغموم ہو جایا کریں۔

پس ہندوستان کے افق پر جو خطرات اُبھر رہے ہیں ہرچند کہ وہ ان ظالموں کے کردار کی ایک تصویر ہے جو وہ پاکستان پہ بنا رہے ہیں۔ اس کے باوجود ان اُبھرتے ہوئے خطرات کے نتیجے میں اگر عالمِ اسلام کو کوئی نقصان پہنچا تو سب سے زیادہ اس کا دکھ احمدی کو ہونا چاہیئے۔ اور ابھی سے اس کے خلاف اس کو تیاری کرنی چاہیئے۔ ابھی سے اس کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنا چاہیئے۔ پس جہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ دنیا کی رائے عامہ کو یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان میں ان ظالموں نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے وہاں آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ دنیا کی رائے عامہ کو بتائیں کہ اب یہی بدبختیاں ہندوستان میں بھی ظاہر ہونی شروع ہو گئی ہیں اور دس کروڑ مسلمانوں کی عزت اور جانیں خطرے میں ہیں اور اگر مذہب اور شریعت کے نام پر مظالم کو چھٹی دی گئی تو جس طرح پاکستان میں اس کے شدید نتائج ظاہر ہوئے ہیں اور بہت ہی مظالم مقدس ناموں پر انسانوں پر کئے گئے، اس سے بہت بڑھ کر دردناک مظالم، اس سے بہت بڑھ کر سفاکی کے ساتھ اور بہیمانہ رویتے کے ساتھ پاکستان کے ہمسائے ملک میں مسلمانوں پر توڑے جانے کا خطرہ درپیش ہے اور یہ خطرہ ایک فرضی خطرہ نہیں ایک بہت بڑا حقیقی خطرہ بن چکا ہے۔ اس لئے تمام دنیا کی رائے عامہ کو جماعت احمدیہ کو بیدار کرنا چاہیئے اور صرف پاکستان ہی پر نہیں، ہندوستان پر بھی یہ دباؤ ڈالنا چاہیئے کہ وہ ایسی تحریکات کو اپنے ہندوستان کے مفاد میں اور دنیا کے مجموعی مفاد میں یعنی اپنے ملکی مفاد میں اور دنیا کے مجموعی مفاد میں کلیتہً کچل کر رکھ دیں اور ہندوستان پر یہ داغ نہ لگنے دیں کہ یہاں سیاست کے نام پر ایسی قوم ابھری ہے جو خدا کا نام لے کر خدا کے بندوں پر شدید ظلم توڑنے کی تیاری کر رہی ہے۔

ہندوستانی سیاستدانوں سے توقع

اس ضمن میں جو خبریں اب تک میرے علم میں آئی ہیں۔ وہ بہت ہی خطرناک ہیں اور ایسی نہیں ہیں جن کو ایک احمدی نظر انداز کر دے۔ مجھے ہندوستان کی بالغ نظر سیاست پر یہ توقع ہے یا ہندوستان کے بالغ نظر سیاستدانوں پہ کہ وہ اس تحریک کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے مجھے توقع ہے کہ وہ پاکستان کی گذشتہ تاریخ سے سبق حاصل کریں گے اور پوری طرح اس بات کا زور لگائیں گے (اور) اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ ہندو شریعت کے نام پر مسلمانوں پر ظلم توڑنے کی جو تحریک یا سازش جنم لے رہی ہے، اس کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ اب تک ہندوستان کے سیاستدانوں نے جو ردِّ عمل دکھایا ہے وہ نہایت معقول اور مبنی بر انصاف ہے۔ اور باوجود اس کے کہ موجودہ حکومت اقلیت میں ہے اور باوجود اس کے کہ اس حکومت کو شدید ضرورت تھی کہ ان ہندو انتہاء پسندوں کو اپنے ساتھ شامل کرے اور اس کے لئے خطرہ تھا کہ اصولوں پہ ان سے سودا کر لے لیکن، یہ خوش کن بات بھی ہمارے سامنے آنی چاہیئے اور دنیا کے سامنے ہمیں یہ بات بھی رکھنی چاہیئے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں خطرات سے اور غلط باتوں سے آگاہ کیا جائے وہاں اچھی باتوں کی تعریف کی جائے اور ان کو بھی ساتھ ہی شہرت دی جائے۔ موجودہ سیاست دان جو ہندوستان کی سیاست پر نئے انتخاب میں اُبھرے ہیں، ان میں سے اکثریت نے اس سازش کا حصّہ بننے سے انکار کر دیا اور باوجود اس کے کہ شدید دباؤ تھا موجودہ حکومت پر، انہوں نے کھلم کھلا ان انتہا پسند ہندوؤں کو کہہ دیا ہے کہ ہم اصولوں میں تم سے کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور اس کے نتیجے میں ہو سکتا ہے کہ ایک نیا الیکشن ہو تو جب میں کہتا ہوں کہ ہندوستان کے ان حالات سے دنیا کو باخبر کریں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ جہالت کے ساتھ کریں اور آپ بھی ایک انتقامی کارروائی کا حصّہ بن جائیں۔ میرا مطلب ہے ان حالات کو دنیا کے سامنے صداقت کے ساتھ رکھیں۔ کھول کر صاف صاف بیان کریں۔ ان کو بتائیں کہ خدا کے فضل کے ساتھ سرِ دست ہندوستان کی سیاست میں یہ بالغ نظری موجود ہے۔ یہ شرافت موجود ہے کہ انہوں نے باوجود شدید دباؤ کے ان انتہاء پسندوں کے ساتھ اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا لیکن اگر پاکستان میں ایسی تحریکات بڑھیں تو نفسیاتی لحاظ سے ہندوستان میں فضا قائم ہونا ضروری ہے جس کے نتیجے میں آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں یہ انتہاء پسند غالب آنا شروع ہو جائیں گے اور اگر یہ اتنا غالب آ گئے اور خدانخواستہ اس وقت تک کوئی بددیانت یا ضمیر فروش سیاست دان، خواہ ان سے تعلق نہ بھی رکھتے ہوں، وہ سیاست میں اُبھرے اور اپنی حکومت کی خاطر ان سے سمجھوتوں پر آمادہ ہو گئے تو پھر ہندوستان میں نہایت خطرناک حالات ظاہر ہوں گے۔ دس یا گیارہ یا بارہ مسجدوں کے منہدم ہونے کا سوال نہیں رہے گا پھر خطرہ ہے کہ لاکھوں، کروڑوں مسجدیں منہدم کی جائیں۔ پھر دو یا چار یا سو کو زبردستی مرتد بنانے کا سوال نہیں رہے گا پھر کروڑوں کی تعداد میں وہاں مسلمانوں کو مرتد بنایا جائے گا گلی گلی میں، قصبے قصبے میں شہر شہر میں صوبے صوبے میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جائے گی۔ یہ وہ خطرات ہیں جو نہایت خطرناک صورت میں ہندوستان کے اُفق پر مجھے اُبھرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صداقت پر قائم رکھتے ہوئے، انتقامی جذبات سے پاک ہو کر صاف صورت میں نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کریں اور رائے عامہ کو اس کے خلاف آمادہ کریں اور ہندوستان کے احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ سمجھدار سیاستدان سے رابطے پیدا کر کے ان کو وہاں اپنے ملک میں ان باتوں سے آگاہ کریں۔ غالباً وہ آگاہ ہیں لیکن مزید وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ آج ہمارے ملک کی وفا کا تقاضا یہ ہے کہ تم انتہاء پسندوں کو یہاں اُبھرنے نہ دو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اسلام کے خلاف جہاں بھی دنیا میں کوئی خطرہ درپیش ہو، اس کے دفاع میں ہم ہمیشہ سب سے اوّل صف میں، سب سے زیادہ نمایاں، سب سے زیادہ خلوص کے ساتھ ہمیشہ سینہ سپر رہیں۔“

خبریں

ملکی خبریں

○ کراچی میں متحدہ اپوزیشن کی طرف سے ایک زبردست جلسۂ عام منعقد کیا گیا جس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے پیپلز پارٹی کی حکومت پر سخت تنقید کی۔ متحدہ اپوزیشن نے صدر اسحٰق سے مطالبہ کیا کہ ۲۰ مارچ کو وزیر اعظم سے اعتماد کا ووٹ لیا جائے۔ مقررین نے کہا کہ اب پیپلز پارٹی کو حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں جلسۂ عام میں غلام مصطفیٰ جتوئی، نواز شریف خان عبدالولی خان، الطاف حسین، حافظ حسین احمد اور پروفیسر غفور احمد نے شرکت کی۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ دونوں بڑی پارٹیاں غلطی پر ہیں۔

○ وفاقی وزیر فیصل صالح حیات نے مطالبہ کیا ہے کہ سانحہ چنیوٹ کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔

○ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے کہا ہے کہ میں نے پندرہ روز میں مخالفوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں اب پنجاب حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔

○ چار روزہ کرکٹ میچ میں آسٹریلیا کے ایک علاقے کی ٹیم وکٹوریہ نے پاکستان کے خلاف پہلے دن پانچ وکٹوں پر ۲۴۷ رنز بنائے ندیم غوری اور مشتاق نے دو، دو اور وقار یونس نے ایک وکٹ حاصل کی۔

○ وزارتِ داخلہ کے ایک ترجمان نے وزیرِ اعلیٰ نواز شریف کے ان الزامات کی سختی سے تردید کی ہے کہ پیپلز پارٹی ملک میں ہنگامہ آرائی کر رہی ہے ترجمان نے کہا کہ وزیرِ اعلیٰ عوامی ردِ عمل سے سبق سیکھیں امن و امان صوبے کی ذمہ داری ہے۔

○ تین سیاسی جماعتوں نے جن میں پیپلز پارٹی آزاد کشمیر بھی شامل ہے کشمیر کے مجاہدین کی جدوجہد آزادی سے یکجہتی کے اظہار کے لئے یوم سیاہ منایا۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر کے شہر سری نگر اور دوسرے تمام علاقوں میں مکمل کرفیو جاری ہے۔ سری نگر سے نوّے کلو میٹر دور سرحدی قصبہ ہندواڑہ میں بھارتی فوج اور حریت پسندوں کے درمیان خونریز جھڑپوں میں کم از کم ۳۶ افراد ہلاک اور پچاس سے زیادہ زخمی ہو گئے۔ بھارت کے یوم جمہوریہ کے موقع پر مقبوضہ کشمیر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ سری نگر کے ہوائی اڈے کے علاقے میں ہونے والی فوجی پریڈ کے دوران بم کا زبردست دھماکہ ہوا جس سے تقریب میں افراتفری پھیل گئی۔ جمعہ کے روز ہنگاموں اور خونریزی کے خطرہ کے باعث کرفیو میں نرمی نہیں کی گئی جس کی وجہ سے مسلمان نماز جمعہ بھی ادا نہ کر سکے۔

○ امریکہ نے مقبوضہ جموں و کشمیر کے واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر کے پُرامن سیاسی تصفیہ کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

○ امریکی محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں کو کشمیر کا مسئلہ شملہ سمجھوتے کی روشنی میں حل کرنا چاہیئے۔ جس پر دونوں ملکوں نے ۱۹۷۲ء میں دستخط کئے تھے۔

○ کولمبیا کا بوئنگ ۷۰۷ مسافر طیارہ جمعرات کی شب نیویارک کے ہوائی اڈے پر بارش اور دھند کے دوران اترنے کی کوشش میں گر کر تباہ ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں ۶۸ افراد ہلاک ہو گئے۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۱۶: میں شیخ عبدالرؤف عادل ولد شیخ عبدالخالق صاحب قوم شیخ پیشہ کاروبار عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوہرآباد کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 9/89 ـ ۱۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۵۰۰ روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالرؤف عادل مکان 76-G گوہرآباد کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ صغیر احمد چیمہ صدر موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ سید مقبول جاہ وصیت نمبر ۲۶۰۵۱۔

مسل نمبر ۲۷۳۱۷: میں مبارک احمد ولد محمد مسلم صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم (اپرنٹس) عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کورنگی کریک کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 8/89 ـ ۱۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۷۳۰ روپے ماہوار بصورت وظیفہ/اپرنٹس شپ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مبارک احمد مکان نمبر 439/2 کیمپ نمبر ۲ پی اے ایف کورنگی کریک کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ بشیر احمد بھٹی وصیت نمبر ۱۷۵۸۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ وسیم احمد بھٹی ولد منیر احمد بھٹی کورنگی کریک کراچی۔

مسل نمبر ۲۷۳۱۸: میں محمد احمد طاہر ولد خلیل احمد خالد قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اورنگی ٹاؤن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۹-۷-۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۰۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد احمد طاہر 425-F/4 آزاد نگر اورنگی ٹاؤن کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ غلام مصطفیٰ جنجوعہ وصیت نمبر ۲۴۰۹۷۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد ظفر اللہ وصیت نمبر ۲۴۰۳۹۔

مرکز احمدیت میں سب سے قدیم اور با اعتماد ادارہ
احباب کی خدمت میں پیش پیش
احمد اسٹیٹس
ربوہ ۔ پاکستان
فون نمبر ـــ ۵۳۵

ہمارا نصب العین ۔ بہتر اور بے لوث خدمت
ربوہ اور گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے
آپ کا اپنا با اعتماد ادارہ
پراپرٹی ہوم اینڈ پراپرٹی سنٹر
کمیٹی بازار کیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹرز: نعیم الرحمن ضیاء، عزیز احمد خان
فون گھر ـــ ۴۱۴

ھوالشافی
جدید یونانی طریقہ علاج کا مرکز
الیاس دواخانہ
حکیم الیاس احمد رجسٹرڈ طبی کونسل پاکستان
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
ہر قسم کے پیچیدہ امراض کے علاج کیلئے تشریف لائیں مستورات کیلئے معائنہ کا معقول انتظام ہے نیز ہر قسم کی دیسی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

شفا میڈیکو میڈیکل سنٹر
الٹرا ساؤنڈ
ایکسرے ۔ ای سی جی اور کلینیکل لیبارٹری
لاہور کا سب سے پرانا طبی مرکز، موجودہ زمانے کے ساتھ ہم آہنگ، نتائج اور تشخیص بذریعہ کمپیوٹر
ہر طرح سے قابل اعتماد، بیماری میں تشخیص کے مراحل طے کرتے وقت ہماری ماڈرن اور کمپیوٹر کے ذریعہ تشخیص کرتے والی مشینوں کے نتائج سے بھرپور فائدہ اٹھائیے۔
نہایت قابل، تجربہ کار اور کہنہ مشق ڈاکٹر صاحبان رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ کمپنی اپنے کام کی پوری ذمہ داری قبول کرتی ہے
ایکسرے، ای سی جی اور کلینیکل لیبارٹری کی سروس مریض کے گھر پر بھی مہیا کی جاتی ہے
دام ہمیشہ کی طرح نہایت واجب، مریض کا احترام اور اس سے ہمدردی ہماری انتہائی مسرت ہے
شفا میڈیکو، چوک شفا میڈیکو، نزد میو ہسپتال۔ لاہور
فون ۶۳۶۹۳ - ۶۳۰۵۳ - ۲۲۳۴۶۲
ٹیلکس SHIFA. PK. ۴۴۳۸۹ ٹیلی فیکس ۹۲،۴۲ ۲۲۸۵۹۶

سنہ ۱۹۱۱ سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ فون ۷۴۸۴۴ ـ ۷۶۴۹۷ ـ ۴۳۱
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
ــ زرینہ اولاد سے محروم
ــ بے اولاد ــ اٹھراء
ــ سوکھا، گرمی، گیس
کا علاج کرنے والے
برانچیں:
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالر والہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاقِ معدہ
خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج
قیمت ۸/-، ۱۵/-

راحتِ جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت ۱۵/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت ۵/-

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت ۸/-

تریاقِ بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت ۱۵/-

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

معیاری بیکری کا نام

رحمٰن بیکرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون نمبر ۳۳۰

تقریبات کے لئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے۔

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

(مینجر الفضل)

نظر اور دھوپ کی عینکیں — عام مرمت مفت کیجاتی ہے

داؤد بھائی چشمے والے

رحمت بازار۔ ربوہ

جوبلی سٹور
رحمت بازار ربوہ

اشیائے خوردو صرف ہمارے ہاں مناسب قیمت پر خرید فرمائیں۔

جوبلی سٹور رحمت بازار۔ ربوہ

تریاقِ سل
سل، دق جیسے موذی مرض اور لاعلاج کھانسی کیلئے

شربت خانہ ساز
کھانسی، دمہ اور امراض سینہ دائمی نزلہ کے لیے مفید شربت

اکسیر سعال (کیپسول)
کھانسی نزلہ اور کیرے کیلئے ازحد مفید

امساکی
مردانہ طاقت کی مشہور عالم دوا

معجون مقوی رحم
کمزوری رحم، ورم رحم کو دور کرتا ہے

معجون فوفل
سیلان الرحم کی تکلیف سے بچانے والی دوا

خدمت میں پیش پیش

جدید

دواخانہ خدمت خلق

گولبازار ربوہ فون ۶۵۹

PILES CAP

پائلز کیپ

خونی و بادی بواسیر کا شافی علاج، سالہا سال کی آزمودہ، مجرب اور تیر بہدف دوا، جس کے استعمال سے خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل شفا ہو جاتی ہے۔

قیمت ۱۵ یوم کورس ۴۰/- روپے علاوہ محصول ڈاک

تیار کردہ
احمد یونانی دواخانہ
رحمت بازار، ربوہ

باجوہ جنرل سٹور
ڈیکوریشن اینڈ جنرل سٹور

کار — کمرہ — مسہری
سجانے کا معقول انتظام ہے

تازہ ہار گلاب ۲/- روپے فی کے حساب سے ہر وقت مل سکتے ہیں۔
(دن رات سروس)

باجوہ جنرل سٹور

باجوہ مارکیٹ
گولبازار۔ ربوہ

شریف گولڈ سمتھ

فون: ۶۴۹ - ۸۴۱
اقصیٰ روڈ ربوہ

ضرورت

سٹاف برائے بھرتی اور ٹریننگ

ہمیں اپنی نئی فیکٹری واقع جہلم کیلئے ٹیکنیکل سٹاف کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جنہوں نے مکینیکل یا الیکٹریکل میں ڈپلومہ لیا ہو یا کسی انڈسٹری میں سابقہ تجربہ ہو اپنی درخواستیں مع مکمل کوائف ارسال کریں۔

میٹرک اور انٹر پاس نوجوان جو ٹیکنیکل لائن اختیار کرنا چاہتے ہوں وہ بھی بمعہ مکمل کوائف درخواست دیں۔

ٹریننگ کے بعد ترقی کے واضح امکانات ہوں گے۔

پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پوسٹ بکس نمبر ۱۸ جہلم

حنیف ہومیوپیتھک کلینک

۱۷۶، بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ماڈل ٹاؤن لاہور

موسم سرما کے اوقات کار:۔

ہر اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ تا ۱۲ بجے
شام ۴½ تا ۷ بجے رات

ہر جمعہ کو صبح ۱۰ سے ۱۲ بجے تک
شام دواخانہ بند رہے گا

ہر ہفتہ کو دواخانہ پہلے وقت بند رہے گا، شام کو کھلا رہا کرے گا۔

خاکسار: ہومیوپیتھک ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

بہتے کان کا ہسپتال

علاج بذریعہ جدید کمپیوٹر
بازار ٹھٹھیاراں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون نمبر ۷۳۹۹۷

برانچیں:

کراچی:۔ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور:۔ 1-D-3 گلشن راوی
ملتان:۔ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین:۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان:۔ فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ:۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

ہر گھر کی پسند

رحمت سوّیاں

تیار کردہ
نعمت کرامت گول صابن والا فیصل آباد
فون ۲۳۲۵۸ ۲۲

تریاقِ اٹھراء
اٹھراء کے علاج کیلئے مشہور عالم گولیاں
قیمت مکمل کورس ۶۰/-

نورِ نظر
اولادِ نرینہ کیلئے تجربہ شدہ گولیاں
قیمت مکمل کورس ۳۰۰/-

زدجام عشق
موتی و کستوری والا نمبر ۱
مکمل کورس ۳۶۰/-

اکسیر معدہ
ہاضمہ کی اصلاح کیلئے لذیذ اور مفید چورن
قیمت ۵/-، ۱۰/-، ۲۰/-

قندِ شفاء
نزلہ، زکام کھانسی کے لئے مفید اور آسان جوشاندہ
قیمت فی ڈبی ۷/-

خورشید یونانی دواخانہ

فون دکان ۵۳۸ رہائش ۳۳۸
گولبازار، ربوہ